نقش آغاز ع دیدہ و دل فرش راہ

عالم اسلام کے سرمایہ افتخار ، مفکر اسلام ، عظیم داعی ،
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی پاکستان آمد

برصغیر پاک وہند اور عالم اسلام کے بطل جلیل ممتاز ویکتا نابغہ روزگار ہشت پہلو شخصیت عظیم داعی ادیب بے بدل ، صدہاکتب کے مصنف ، مبلغ اسلام ، رکن مجلس تاسیس رابطہ عالم اسلامی مکہ معظمہ ، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ، ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو ، رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند اور اسی طرح بیسویں عرب و عجم کے مؤقر اداروں کے سرپرست مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ ان دونوں پاکستان کی سرزمین کو اپنے قدوم ممینت لزوم سے سرفراز فرمارہے ہیں ۔ اہل پاکستان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ آپ برسوں بعد اس سرزمین کو رونق بخش رہے ہیں ۔ حضرت علی میاں مدظلہ کی تو ویسے بھی تمام پاکستان اور اہل پاکستان اور تمام مدارس کیساتھ تعلقات ہیں ۔ لیکن اکوڑہ خٹک اور دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ آپ کے خصوصی تعلق اور نسبت کے کئی وجوہ ہیں ۔ وہ وجوہ علمی دینی اور اسلامی ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی بھی ہیں ۔ حضرت کا یہ خصوصی تعلق صدیوں پر محیط ایک تاریخی تسلسل کا حصہ ہے ، کیونکہ آپکے اسلاف حضرات شہیدین مکرمین (شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید) نے مسلح جہاد کے آغاز کیلئے اسی مقام کا انتخاب فرمایا تھا ۔ خانوادہ ولی اللھی کے ان بہادر اور غیور وذی شہامت کا روان دعوت وعزیمت باطل قوتوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے ہزاروں میل پیدل ہندوستان سے سفر کرکے درۂ بولان ، غزنی ، قندہار سے ہوتے ہوئے براستہ کابل و درہ خیبر کو عبور کرتے ہوئے وادی پشاور میں داخل ہوئے اور یہاں اکوڑہ خٹک میں عالم کفر کیخلاف ایک تاریخی جنگ لڑی اور حق وباطل کا پہلا معرکہ اسی خطہ ارض پر نمودار ہوا ۔ انہی ریگزاروں اور دشت وبیاباں میں یہ قدسی صفات نفوس خیمہ زن ہوئے اور پھر سرفروشی جاں نثاری ، جاں سپاری اور بہادری کی ایک عجیب طرح نو ڈالی ۔ دارالعلوم حقانیہ کی سرزمین وہ مشہد مقدس ہے جہاں ان کے ساتھیوں کے پاک انفاس فضامیں تحلیل ہوئے اور ان کی پاکیزہ خون سے یہ زمین لالہ زار ہوئی ۔ اور رفتہ رفتہ یہی خون رنگ لاتا ہوا ایک عظیم گلشن کی صورت میں آج دنیا پر آشکارا ہے جوکہ علم وعرفان اور جہاد عزیمت کی ایک عظیم وبارعب چھاونی ہے ۔ آج حضرات شہیدین کے مقدس مشن ان کے خوابوں ، خواہشوں ، تمناؤں اور آرزوں کی تکمیل اسی مادر علمی کے فرزند یعنی تحریک طالبان کے زعماء فضلاء حقانیہ افغانستان میں ادا کررہے ہیں ۔ یہ تحریک شاہ ولی اللہ کے افکار

ونظریات ، تحریک ریشمی رومال اور تحریک آزادی ہند کے مقاصد کا خلاصہ اور حقیقی تعبیر ہے اور حضرت علی میاں مدظلہ جوکہ اسی خاندان کی مقدس تاریخی روایت کے امین اور قابل صد افتخار فرزند ہیں ۔ آج وہ اپنے ان اسلاف کے درخشندہ کارہائے نمایاں کی ایک جھلک اپنی چشم بصیرت افروز سے اسکا مشاہدہ فرمائیں گے ۔ عرصہ درازقبل آپ بمع اپنے محبوب برادرزادے جناب محمد الحسنیؒ مدیر البعث الاسلامی کے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے ۔ اور دارالعلوم حقانیہ میں اپنے دست مبارک سے احاطہ سید احمد شہیدؒ کا سنگ بنیاد رکھاتھا ۔ الحمدللہ آج وہ احاطہ اپنے پوری آب وتاب کے ساتھ مکمل ہوچکا ہے ۔ حضرت مدظلہ کی آمد کی عنبرسن کر یہاں دارالعلوم حقانیہ میں فرح وانبساط کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور کیوں نہ ہو ۔ موجودہ دور میں آپ ہی کی ذات عالم اسلام کیلئے عظیم سرمایہ ہے اور عرب وعجم میں آپکی ذات مبارک سے استفادہ کیا جارہا ہے ۔ آپکی شخصیت کے اتنے زیادہ پہلو ہیں اور اتنی جہات ہیں اور وہ تاریخی خدمات ہیں جو رہتی دنیا تک یاد رکھی جائینگی ۔ آپکی تصنیفات ، تالیفات اور مسلمانوں کیلئے لازوال خدمات ناقابل فراموش ہیں ۔ آپکی ذات اقدس کے بدولت عالم عرب وعالم اسلام کو دوبارہ حیات نو ملی ۔ ایک نیاولولہ تازہ ان کو عطا ہوا ۔ اور آج دنیا بھرمیں کئی اسلامی تحریکات پر آپکی فکر چھائی ہوئی ہے ۔ آپکی ذات ایک چشمہ فیض کی مانند ہے جس سے لاکھوں تشنگان علم ومعرفت اپنی اپنی پیاس بجھارہے ہیں ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ عافیت ہمارے سروں پر ہمیشہ کیلئے قائم ودائم رکھے ۔ ہم دیدہ ودل فرش راہ کیے ہوئے آپ کے منتظر ہیں ۔ ہمارے قلوب کے علم آپکی عظمتوں کے سامنے سرنگوں ہیں ۔ ع اے آمدنت باعث آبادی ما

تحدیث نعمت

الحمدللہ ماہنامہ " الحق " نے اپنی ۳۳ ویں بہار کی خوشبوؤں سے خود بھی معطر ہونے کے ساتھ ساتھ قارئین کے مشام روح وجاں کو بھی معنبر کررہا ہے ۔ گذشتہ ۳۲ سال سے یہ شمع حق اسی طرح فروزاں اور درخشاں رہی ہے ۔ جس کی ضیاء پاشیوں کے سامنے شمس وقمر کی تابناکیاں اور مہ ومشتری کی تنویریں ماند رہیں ۔ تاریخ صحافت ، علمی ، دینی ، ادبی ، اسلامی جہاد میں الحق نے برصغیر اور عالم اسلام کیلئے جو زرین خدمات دیں سرانجام دیں ہیں اس پر " الحق " کا ۳۲ سالہ شاندار ریکارڈ گواہ ہے ۔ یہ رسالہ اس وقت شروع کیا گیا تھا جب برصغیر پاک وہند اور عالم اسلام میں گنتی کے چند معیاری جریدے تھے ۔ بے بضاعتی ، بے سروسامانی اور وسائل کے عدم دستیابی کے باوجود اکوڑہ خٹک جیسے دور افتادہ گاؤں سے " الحق " کا نکلنا اور پھر بعد میں مستقل مکتب فکر کا حامل ہونا ۔ تو یہ سب کچھ تائید